راجہ انور

ذکر جمنا داس جی یا "را" کی غلط معلومات کا

یہ پرانی ضرب المثل اب بے معنی ہو چکی ہے کہ جنگ کا سب سے پہلا شکار سچ ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ آج زمانہ امن میں بھی اس بیچارے کی گردن پر میڈیا کی چھری چلتی ہے اس سلسلے کی تازہ واردات ہندوستان کے مشہور صحافی جمنا داس اختر کا وہ مضمون ہے جو پچھلے دنوں انڈیا کے "ہند سماچار" نامی اخبار کی زینت بنا، جمنا داس جی نے اپنے مضمون میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہندوستان نے آج تک کسی ایسی تحریک، ایسے فرد یا ایسی پارٹی کی کوئی مدد نہیں کی جو پاکستان کی سلامتی کے خلاف ہو۔ اس ضمن میں انہوں نے دو چار ایسے پاکستانیوں کے نام بھی گنوائے جو ان کے بقول ہندوستان سے مدد حاصل کرنے دہلی پہنچے لیکن انہیں "ناکام" لوٹنا پڑا، مقامِ حیرت ہے کہ اس قسم کے غیر مستند حوالوں سے جمنا داس جی ایسا دانشور یہ سطحی نتیجہ اخذ کر لے کہ پنڈت نہرو، مسز گاندھی اور راجیو گاندھی نے پاکستان کی بقا اور سلامتی کا جیسے حلف اٹھا رکھا تھا۔ جمنا داس جی نے اپنے مضمون کی ابتداء احرار کے مرد مجاہد شیخ حسام الدین کے دورۂ ہندوستان سے کی (یہ غالباً ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے) ان کے بیان کے مطابق......... "شیخ حسام الدین پنڈت نہرو سے ملے اور انہیں کہا کے وہ چودھری ظفر اللہ کے حوالے سے حکومت پاکستان کے خلاف قادیانی ایجی ٹیشن شروع کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس سلسلے میں ان کی حمایت کے طالب ہیں۔ نہرو نے کسی قسم کے تعاون سے انکار کر دیا۔ اس پر شیخ حسام الدین نے دوبارہ کہا "اگر آپ ہماری حمایت نہیں کر سکتے تو مخالفت بھی نہ کریں۔"

تحریک احرار برصغیر کی تاریخ کا باب حریت ہے۔ اگر اسے صفحات تاریخ سے خارج کر دیا جائے تو پھر انگریز کی خوشامد اور کاسہ لیسی کے سوا پیچھے کچھ نہیں بچتا۔ جن لوگوں نے عمر بھر انگریزی راج کا سینہ تان کر مقابلہ کیا، جنہیں کوئی لالچ اور کوئی دباؤ سرنگوں نہ کر سکا، یہ فولادی لوگ نہرو کے سامنے کیوں دوزانو ہوتے، یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ تقسیم ہند کے چھے برس بعد پاکستان کے عوام پر پنڈت نہرو کا کتنا کچھ اثر ہوا ہو گا کہ شیخ حسام الدین کو ان سے یہ درخواست کرنے دہلی جانا پڑا کہ اگر وہ ان کی حمایت نہیں کر سکتے تو مخالفت بھی نہ کریں۔ مجھے تو یہ سارا مکالمہ ہی تاریخی سیاق و سباق سے اکھڑا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جمنا داس جی نے بطل حریت شیخ حسام الدین سے منسوب اس جھوٹے سچے واقعہ کو تو لکھ مارا، لیکن انہوں نے شیخ مجیب الرحمن کا کہیں ذکر کیا اور نہ عوامی لیگ کا جسے ۱۹۷۱ء میں بھارت کی بے پناہ حمایت حاصل رہی۔ بنگلہ دیش کی فوج آزادی (مکتی باہنی) کا صدر دفتر کلکتہ میں قائم تھا اس وقت کے مشرقی پاکستان کی سرزمین پر مکتی باہنی کے سارے آپریشنز انڈین آرمی کی ایسٹرن کمانڈ کی نگرانی میں ہوتے رہے۔ یہ باتیں کوئی خفیہ راز نہیں بلکہ ان تصدیق شدہ تاریخی حقائق پر خود ہندوستان میں صدہا کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مشرقی پاکستان کا استحصال، اس کی محرومیاں اور ملک کے دونوں بازوؤں کے مابین داخلی تضادات کا وجود ایک اٹل حقیقت سہی لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ انڈین مداخلت جائز قرار پا گئی تھی۔ جمنا داس جی ۱۹۷۱ء کے سال سے یوں پہلو بچا کر گزر گئے جیسے یہ سال کبھی آیا ہی نہ تھا۔

(بشکریہ روزنامہ خبریں لاہور، ۱۲ مئی ۱۹۹۸ء)